فلاح دارین
مفت سلسلۂ اشاعت کتب

زکوٰۃ کی ادائیگی کا طریقہ

مؤلف
مفتی محمد ابوبکر صدیق القادری الشاذلی مدظلہ العالی
(جنرل سیکریٹری طوبیٰ ویلفیئر ٹرسٹ انٹرنیشنل)
(رئیس دارالافتاء Qtv)

ناشر
طوبیٰ ویلفیئر ٹرسٹ (انٹرنیشنل)

عرض مدعا

الحمد لله والصلاة والسلام علی رسول اللّٰه وعلی آله وأصحابه وأهل بيته وذريته أجمعين.

الحمدللہ طوبیٰ ویلفیئر ٹرسٹ کے مفت سلسلۂ اشاعت کتب بنام **"فلاح دارین"** کی چھٹی کتاب **''زکوۃ کی ادائیگی کا طریقہ''** آپ کے ہاتھوں میں ہے، راقم الحروف ایک عرصہ سے خواہش رکھتا تھا کہ زکوۃ کے حوالے سے کوئی آسان اور مختصر مگر جامع کتاب مرتب کی جائے جسے عامۃ المسلمین پڑھ کر نا صرف آسانی سے زکوۃ کے مسائل سمجھ سکیں بلکہ اپنے اموال کی زکوۃ کا ازخود سہولت سے حساب کرسکیں؛ اسی بات کو مدنظر رکھتے ہوئے کتاب کے آخر میں ادائیگی زکوۃ کے حوالے سے عملی مثال بھی درج کی ہے اور اس کا کیل کولیٹر بھی لکھ دیا گیا ہے، کتاب میں درج مسائل فقہ حنفی کی عظیم فقہی انسائیکلوپیڈیا ''بہارِ شریعت'' سے ماخوذ ہیں، کتاب ''بہارِ شریعت'' عالم اسلام کی عظیم شخصیت، ظاہری و باطنی علوم کے جامع، مفتی فی المذہبین یعنی شریعت و طریقت، واصل باللہ صدر الشریعہ، بدر الطریقہ، قاضی ہند و پاک مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ کی عرق ریزیوں کا نتیجہ ہے، اللہ تمام امت مسلمہ کی جانب سے انھیں اس کی جزائے خیر عطا فرمائے اور ان کی اولاد امجاد کو شاد باد رکھے، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ زیرِ نظر کتاب کو لوگوں کے نفع کا باعث بنائے، جو حضرات ''فلاح دارین'' کے اس سلسلہ کے ممبر بننا چاہیں وہ ایک سال کے ڈاک کا خرچہ 150 روپے بھیج کر اس کے ممبر بن سکتے ہیں، ان شاء اللہ ہر ماہ ایک کتاب ان کے ایڈریس پر روانہ کر دی جائے گی اور جو حضرات اس سلسلے میں تعاون کرنا چاہیں وہ درج ذیل نمبر پر فون کر کے رابطہ کر سکتے ہیں:

موبائل: 0333-3786913

ادارہ: طوبیٰ ویلفیئر ٹرسٹ انٹرنیشنل

زکوۃ

زکوۃ کا لفظی معنی پاک کرنا اور بڑھوتری (نشوونما) کے ہیں، اصطلاح شریعت میں زکوۃ سے مراد اللہ تعالیٰ کیلئے مال (بقدرِ نصاب) کے ایک حصہ (ڈھائی فیصد) کا جو شرع نے مقرر کیا ہے، زکوۃ کے اہل مسلمان کو مالک کر دینا ہے اور وہ مسلمان نہ ہاشمی ہو نہ ہاشمی کا آزاد کردہ غلام۔

زکوۃ کی شرعی حیثیت:

زکوۃ فرض ہے، اس کا منکر کافر اور نہ دینے والا فاسق اور قتل کا مستحق اور ادا میں تاخیر کرنے والا گنہگار و مردود الشہادۃ ہے۔

صحیح بخاری و مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے بعد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے، اس وقت اعراب میں کچھ لوگ کافر ہو گئے (کہ زکوۃ کی فرضیت سے انکار کر بیٹھے) صدیق اکبر نے ان پر جہاد کا حکم دیا، امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے کہا: ان سے آپ کیونکر قتال کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے تو یہ فرمایا ہے: مجھے حکم ہے کہ لوگوں سے لڑوں یہاں تک کہ "لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه" کہیں اور جس نے "لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه" کہہ لیا اس نے اپنی جان اور مال بچا لیا مگر حق اسلام میں اور اس کا حساب اللہ کے ذمہ ہے یعنی لوگ تو "لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه" کہنے والے ہیں، ان پر کیسے جہاد کیا جائے گا؟ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: خدا کی قسم! میں اس سے جہاد کروں گا جو نماز و زکوۃ میں تفریق کرے (کہ نماز کو فرض مانے اور زکوۃ کی فرضیت سے انکار کرے) زکوۃ حق المال ہے، خدا کی قسم بکری کا بچہ جو رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے پاس حاضر کیا کرتے تھے، اگر مجھے دینے سے انکار کریں گے تو اس پر ان سے جہاد

کروں گا، فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: واللہ میں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے صدیق کا سینہ کھول دیا ہے، اس وقت میں نے بھی پہچان لیا کہ وہی حق ہے۔

امام احمد رحمتہ اللہ علیہ مسند میں عمارہ بن حزم رضی اللہ عنہ سے راوی کہ حضور اقدس صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم فرماتے ہیں: اللہ نے اسلام میں چار چیزیں فرض کی ہیں جو ان میں سے تین ادا کرے، وہ اسے کچھ کام نہ دیں گی، جب تک پوری چاروں نہ بجالائے، نماز، زکوٰۃ، روزہ، رمضان، حج بیت اللہ۔

زکوٰۃ کی ادائیگی کا انعام:

زکوٰۃ کو بھی زکوٰۃ اسی لئے کہا گیا ہے کہ اس کی وجہ سے مومن کا جائز طریقے سے کمایا ہوا مال پاک ہوجاتا ہے، نیز اس کی وجہ سے مال میں برکت ہوئی ہے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا﴾ [البقرہ: ۱۰۳].

ترجمہ: ان کے مالوں میں سے صدقہ لو اس کی وجہ سے انہیں پاک اور ستھرا بنالو۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَمَآ أَنْفَقْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهُ ج وَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ﴾ [سبا: ۳۹].

ترجمہ: اور جو چیز بھی تم اللہ کی راہ میں خرچ کرو وہ اس کے بدلے اور دے گا اور وہ سب سے بہتر رزق دینے والا ہے۔

ارشاد فرماتا ہے:

﴿مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ أَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ط وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ط وَاللّٰهُ وَاسِعٌ

عَلِيْمٌ ۝ اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ أَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَآ أَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَآ أَذًى لا لَّهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ط وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ يَّتْبَعُهَآ أَذًى ط وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَلِيْمٌ﴾ [البقرۃ: ۲۶۱ تا ۲۶۴].

ترجمہ: جو لوگ اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں، ان کی کہاوت اس دانہ کی ہے جس سے سات بالیں نکلیں، ہر بالی میں سو دانے اور اللہ جسے چاہتا ہے زیادہ دیتا ہے اور اللہ وسعت والا بڑا علم والا ہے۔ جو لوگ اللہ کی راہ میں مال خرچ کرتے، پھر خرچ کرنے کے بعد نہ احسان جتاتے، نہ اذیت دیتے ہیں ان کے لئے ان کا ثواب ان کے رب کے حضور ہے اور نہ ان پر کچھ خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے، اچھی بات اور مغفرت اس صدقہ سے بہتر ہے جس کے بعد اذیت ہو اور اللہ بے پروا حلم والا ہے۔

بخاری و مسلم و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و ابن خزیمہ رحمہم اللہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ حضور اقدس صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم فرماتے ہیں، جو شخص کھجور برابر حلال کمائی سے صدقہ کرے اور اللہ عزوجل نہیں قبول فرماتا مگر حلال کو، تو اسے اللہ عزوجل دست راست سے قبول فرماتا ہے پھر اسے اس کے مالک کے لئے پرورش کرتا ہے جیسے تم میں کوئی اپنے بچھڑے کی تربیت کرتا ہے، یہاں تک کہ وہ صدقہ پہاڑ کے برابر ہوجاتا ہے۔

زکوٰۃ کی عدم ادائیگی پر عذاب:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ ط بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ط سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ﴾ [آل عمران: ۱۸۰].

ترجمہ: جو لوگ بخل کرتے ہیں اس کے ساتھ جو اللہ نے اپنے فضل سے انہیں دیا، وہ یہ گمان نہ کریں کہ یہ ان کیلئے بہتر ہے بلکہ یہ ان کیلئے برا ہے، اس چیز کا قیامت کے دن ان کے گلے میں طوق ڈالا جائے گا جس کے ساتھ بخل کیا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّھَبَ وَالْفِضَّۃَ وَلَا یُنْفِقُوْنَھَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَبَشِّرْھُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ٥ یَّوْمَ یُحْمٰی عَلَیْھَا فِیْ نَارِ جَھَنَّمَ فَتُکْوٰی بِھَا جِبَاھُھُمْ وَجُنُوْبُھُمْ وَظُھُوْرُھُمْ ط ھٰذَا مَا کَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِکُمْ فَذُوْقُوْا مَا کُنْتُمْ تَکْنِزُوْنَ

[التوبۃ: ۳۴، ۳۵].

ترجمہ: جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے، انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دو، جس دن آتشِ جہنم میں وہ تپائے جائیں گے اور ان سے ان کی پیشانیاں اور کروٹیں اور پیٹھیں داغی جائیں گی (ان سے کہا جائیگا) یہ وہ ہے جو تم نے اپنے نفس کیلئے جمع کیا تھا تو اب چکھو جو جمع کرتے تھے۔

صحیح بخاری شریف میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم فرماتے ہیں: جس کو اللہ عزوجل مال دے اور وہ اس کی زکوٰۃ ادا نہ کرے تو قیامت کے دن وہ مال گنجے سانپ کی صورت میں کر دیا جائے گا جس کے سر پر دو چتیاں ہوں گی، وہ سانپ اس کے گلے میں طوق بنا کر ڈال دیا جائے گا، پھر اس کی باچھیں پکڑے گا اور کہے گا: میں تیرا مال ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں۔ اس کے بعد حضور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے اس آیت کی تلاوت کی:

﴿وَلَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ﴾ اسی کے مثل ترمذی ونسائی وابن ماجہ رحمہم اللہ نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔

زکوٰۃ کس پر واجب ہے؟ (Payers of Zakah)

زکوٰۃ صرف ان ہی لوگوں پر فرض ہے کہ جن میں درج ذیل شرائط پائی جاتی ہوں:

(۱) اسلام:

لہٰذا کافر پر زکوٰۃ واجب نہیں یعنی اگر کافر مسلمان ہوا تو اسے یہ حکم نہیں دیا جائے گا کہ زمانہ کفر کی زکوٰۃ ادا کرے (عامہ کتب) معاذ اللہ کوئی مرتد ہو گیا تو زمانہ اسلام میں جو زکوٰۃ نہیں دی تھی، ساقط ہو گئی۔ (عالمگیری)

(۲) بلوغ:

لہٰذا نابالغ کتنا ہی مالدار ہو اس کے مال پر زکوٰۃ واجب نہیں۔

(۳) عقل:

نابالغ پر زکوٰۃ واجب نہیں اور جنون اگر پورے سال کو گھیر لے تو زکوٰۃ واجب نہیں اور اگر سال کے اوّل و آخر میں افاقہ ہوتا ہے، اگرچہ باقی زمانہ جنون میں گزرتا ہے تو واجب ہے، یونہی جس پر غشی طاری ہوئی، اس پر زکوٰۃ واجب ہے، اگرچہ غشی کامل سال بھر تک ہو (جوہرہ، عالمگیری، ردالمحتار)

(۴) آزادی:

لہٰذا غلام پر زکوٰۃ واجب نہیں اگرچہ ماذون ہو۔ (ماذون سے مراد ایسا غلام ہے جسے اس کے مالک نے تجارت کی اجازت دی ہو) (عالمگیری وغیرہ)

(۵) مال بقدرِ نصاب ملک میں ہونا:

اگر مال نصاب سے کم ہے تو زکوٰۃ واجب نہ ہوئی (تنویر، عالمگیری)

نصاب کیا ہے؟ (Nisab)

نصاب سے مراد مال کی وہ کم سے کم مقدار ہے جو کسی مسلمان کی ملکیت میں ہو تو

شریعت اُسے غنی شمار کرتی ہے اور دیگر شرائط کی موجودگی میں اس پر زکوۃ واجب کرتی ہے، سونے کی کم از کم مقدار جو مسلمان عاقل بالغ کو صاحب نصاب بناتی ہے وہ ساڑھے سات تولہ سونا (تقریبا 87.48 گرام) ہے، چاندی اگر ساڑھے باون تولہ (تقریبا 612.36 گرام) ہے، کرنسی اگر ساڑھے سات تولہ سونے یا ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر ہو تو اس کا مالک بھی صاحب نصاب ہے اور فی زمانہ چونکہ چاندی کی قیمت کم ہے تو اس لئے اگر کسی کے پاس اتنی قیمت کی رقم یا مال تجارت ہو تو وہ صاحب نصاب ہے۔

اگر کسی کے پاس کچھ سونا اور کچھ چاندی ہے مگر دونوں ہی نصاب کی مقدار کو نہیں پہنچتے تو اس صورت میں دونوں کو ملا کر ان کی قیمت کو دیکھا جائے گا، اگر اُن دونوں کی قیمتوں کا مجموعہ ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کو پہنچ جاتا ہے تو وہ صاحب نصاب ہے، یہ ہی حکم اس صورت میں بھی ہوگا جب کسی کے پاس تھوڑا سا سونا، تھوڑی سی چاندی اور کچھ روپے ہوں یا کچھ سونا اور کچھ روپے، یا کچھ چاندی اور کچھ روپے ہوں یعنی اس صورت میں ان کی قیمتوں کا مجموعہ فی زمانہ چاندی کے نصاب کی قیمت کو پہنچ جائے تو اس کا مالک صاحب نصاب ہے۔

(۶) پورے طور پر اس کا مالک ہو

یعنی اس پر قابض بھی ہو، اگر مال پر نہ تو قبضہ اصلی (Physical Possession) اور نہ ہی قبضہ حکمی (Constructive Possession) تو جتنے عرصہ وہ مال قبضہ میں نہ تھا اس کی زکوۃ واجب نہ ہوگی؛ لہذا جو مال گم گیا یا دریا میں گر گیا یا کسی نے غصب کر لیا اور اس کے پاس غصب کے گواہ نہ ہوں یا جنگل میں دفن کر دیا تھا اور یہ یاد نہ رہا کہ کہاں دفن کیا تھا یا انجان کے پاس امانت رکھی تھی اور یہ

یاد نہ رہا کہ وہ کون ہے یا مدیون (مقروض) نے دین سے انکار کر دیا اور اس کے پاس گواہ نہیں تو ان تمام صورتوں میں زکوۃ نہیں۔ ہاں جب یہ دوبارہ مل جائیں اور ان پر سال گذر جائے تو صرف اس سال کی زکوۃ واجب ہوگی۔ (درالمختار، ردالمختار)

اسی طرح شے مرہون (Mortgaged item) یعنی رہن میں رکھی شی پر بھی زکوۃ واجب نہیں ہوتی، نہ مرتہن پر ہے نہ راہن پر، کیونکہ مرتہن تو مالک ہی نہیں اور راہن کی ملک تام (complete ownership) نہیں کہ اس کے قبضہ (Possession) میں نہیں اور بعد رہن چھڑانے کے بھی ان برسوں کی زکوۃ واجب نہیں۔ (درمختار وغیرہ)

مال میں پائے جانی والی شرائط

گذشتہ سطور میں جن شرائط کا بیان ہوا اُن تعلق مال کے مالک سے تھا، اب درج ذیل سطور میں ان شرائط کا ذکر کیا جاتا ہے کہ جب وہ شرائط مال میں پائی جائیں تو اس مال میں زکوۃ واجب ہوگی۔

(۷) نصاب کا دین سے فارغ ہونا (Free from liability):

نصاب کا مالک ہے مگر اس پر اتنا دین (قرض) ہے کہ اگر وہ قرض کی رقم ادا کرے گا تو اس کے پاس اتنی رقم باقی نہیں بچتی جو نصاب کی مقدار کو پہنچے تو اس پر زکوۃ واجب نہیں خواہ وہ دین (قرض) کسی انسان کا ہو جیسے قرض، کسی خریدی ہوئی چیز کی قیمت، کسی چیز کا جرمانہ یا اللہ کا قرض ہو جیسے زکوۃ، خراج مثلاً کوئی شخص صرف ایک نصاب کا مالک ہے اور دو سال گزر گئے کہ زکوۃ نہیں دی تو صرف پہلے سال کی زکوۃ واجب ہے، دوسرے سال کی نہیں کہ پہلے سال کی زکوۃ اس پر دین ہے اس کے نکالنے کے بعد نصاب باقی نہیں رہتا؛ لہذا دوسرے سال کی زکوۃ واجب نہیں

(عالمگیری، ردالمحتار) ہاں! اگر کسی پر قرض تو ہے لیکن اگر وہ قرض ادا بھی کر دے پھر بھی اس کے پاس بقدر نصاب مال ہو تو اس مال پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔

خیال رہے کہ اس دین یا قرض سے مراد وہ دین ہے جو زکوٰۃ کے واجب ہونے سے پہلے ذمہ تھا، اگر زکوٰۃ واجب ہونے کے بعد دین یا قرض ذمہ میں لاگو ہوا تو بہر حال زکوٰۃ ادا کرنا ہوگی۔ (ردّ المحتار)

اگر خود مدیون (مقروض) نہیں مگر مدیون کا کفیل (Guarantor) ہے اور کفالت (Guaranty) کے روپے نکالنے کے بعد نصاب باقی نہیں رہتا، زکوٰۃ واجب نہیں، مثلاً زید کے پاس ہزار روپے ہیں اور عمرو نے کسی سے ہزار قرض لئے اور زید نے اس کی کفالت کی تو زید پر اس صورت میں زکوٰۃ واجب نہیں کہ زید کے پاس اگر چہ روپے ہیں مگر عمرو کے قرض میں مستغرق ہیں؛ لہٰذا زکوٰۃ واجب نہیں اور اگر عمرو کی دس شخصوں نے کفالت کی اور سب کے پاس ہزار ہزار روپے ہیں، جب کے قرض میں مستغرق ہیں کہ قرض خواہ کو اختیار ہے، زید سے مطالبہ کرے اور روپے نہ ملنے پر یہ اختیار ہے کہ زید کو قید کرا دے تو یہ روپے دین میں مستغرق ہیں؛ لہٰذا زکوٰۃ واجب نہیں ("ردّ المحتار")

(۸) نصاب حاجت اصلیہ سے فارغ ہو:

حاجت اصلیہ یعنی جس کی طرف زندگی بسر کرنے میں آدمی کو ضرورت ہے اس میں زکوٰۃ واجب نہیں جیسے رہنے کا مکان، جاڑے گرمیوں میں پہننے کے کپڑے، خانہ داری کے سامان، سواری کے جانور یا گاڑی، خدمت کے لئے لونڈی وغلام، آلات حرب، پیشہ وروں کے اوزار، اہل علم کیلئے حاجت کی کتابیں، کھانے کیلئے غلہ وغیرہ (ہدایہ، عالمگیری)

(۹) مال نامی ہونا:

یعنی بڑھنے والا خواہ حقیقتاً بڑھے یا حکماً یعنی اگر بڑھانا چاہے تو بڑھائے یعنی اس کے یا اس کے نائب کے قبضہ میں ہو۔ ہر ایک کی دو صورتیں ہیں: وہ مال اسی لئے پیدا ہی کیا گیا ہو، اسے خلقی کہتے ہیں جیسے سونا اور چاندی کہ یہ اس لئے پیدا ہوئے ہیں کہ ان سے چیزیں خریدی جائیں یا اس لئے پیدا تو نہیں مگر اس سے یہ بھی حاصل ہوتا ہے، اسے فعلی کہتے ہیں، سونے چاندی کے علاوہ سب چیزیں فعلی ہیں کہ تجارت میں سب میں نمو ہوگا، سونے چاندی میں مطلقاً زکوٰۃ واجب ہے جب کہ بقدر نصاب ہوں، اگر چہ دفن کر کے رکھے ہوں، تجارت کرے یا نہ کرے اور ان کے علاوہ باقی چیزوں پر زکوٰۃ اس وقت واجب ہے کہ تجارت کی نیت ہو یا چرائی پر چھوڑے جانوروں۔

(۱۰) سال گذرنا:

سال سے مراد قمری سال ہے یعنی چاند کے مہینوں سے بارہ مہینے۔ شروع سال اور آخر سال میں نصاب کامل ہے مگر درمیان میں نصاب کی کمی ہوگئی تو یہ کمی کچھ اثر نہیں رکھتی، یعنی زکوٰۃ واجب ہے۔ (عالمگیری)

خیال رہے کہ مال کے ہر ہر جز پر سال گذرنا شرط نہیں بلکہ جو شخص مالک نصاب ہے، اگر درمیان سال میں اس نے کچھ اور مال اسی جنس کا حاصل کیا تو اس نئے مال کا جدا سال نہیں بلکہ پہلے مال کا ختم سال اس کیلئے بھی سال تمام ہے، اگر چہ سال تمام سے ایک ہی منٹ پہلے حاصل کیا ہو، خواہ وہ مال اس کے پہلے مال سے حاصل ہوا ہو یا میراث و ہبہ یا اور کسی جائز ذریعہ سے ملا ہو مثلاً سال کے ابتداء میں پچاس ہزار روپے حاجت اصلیہ وقرض سے فارغ موجود تھے پھر سال پورے ہونے سے پہلے کچھ اور روپے مثلاً دس ہزار ملکیت میں داخل ہوگئے تو اب سال کے اختتام پر ساٹھ ہزار کی

زکوۃ ادا کرے گا، اور اگر دوسری جنس کا ہے مثلاً پہلے اس کے پاس اونٹ تھے اور اب بکریاں ملیں تو ان بکریوں کے لئے جدید سال شمار ہوگا۔(جوہرہ)

کونسی اقسام کے اموال پر زکوۃ واجب ہے؟

اُصولی طور پر زکوٰۃ تین قسم کے مال پر ہے:

(۱) ثمن یعنی سونا چاندی، (۲) مال تجارت، (۳) سائمہ یعنی چرائی پر چھوڑے جانور جو سال کے اکثر حصے میں مفت چر کر گزر کرتا ہو اور اس سے مقصود صرف دودھ اور بچے لینا یا فربہ کرنا ہو۔(تنویر)

البتہ فی زمانہ کرنسی خواہ کسی بھی ملک کی ہو اگر اس کا چلن جاری ہے وہ بھی سونے چاندی کے حکم میں ہے۔

(۴) لہذا کرنسی پر بھی زکوۃ واجب ہوگی، اسی طرح پاکستان میں رائج پرائز بونڈ دور حاضر کے اکثر علماء کے نزدیک مال ہے اور کرنسی کے حکم میں ہے کہ ان کے ذریعے نہ صرف خرید وفروخت کی جاتی ہے بلکہ بیچا اور خریدا جاتا بھی ہے۔

(۵) لہذا پرائز بونڈ بھی مال زکوۃ میں سے ہے۔

المختصر جن اموال پر زکوۃ واجب ہوسکتی ہے وہ پانچ قسم کے اموال ہیں:

(۱) سونا چاندی (۲) کرنسی (۳) پرائز بونڈ (۴) مال تجارت (۵) سائمہ جانور۔

اگر ان اَموال میں وہ تمام شرائط پائی جائیں جو گذشتہ صفحات میں بیان ہوئی یعنی یہ اموال مسلمان، عاقل، بالغ کے ہوں، بقدر نصاب، حاجت اصلیہ کے علاوہ سے زائد، قرض سے فارغ ہوں اور ان پر سال گذر جائے تو ان پر زکوۃ واجب ہے۔

مستحقین زکوۃ (Recipients of Zakah)

زکوۃ کے مستحقین کی آٹھ (۸) اصناف ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿إِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِيْنَ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ﴾ [التوبة: ٦٠].

ترجمہ: زکوٰۃ تو انہیں لوگوں کے لیے ہے: محتاج (فقراء) اور نرے نادار (مساکین) اور جو اسے تحصیل کر کے لائیں (عاملین) اور جن کے دلوں کو اسلام سے اُلفت دی جائے اور گردنیں چھوڑانے میں اور قرضداروں کو اور اللہ کی راہ میں اور مسافر کو، یہ ٹھہرایا ہوا ہے اللہ کا اور اللہ علم وحکمت والا ہے۔

سنن ابوداوٗد میں زیاد بن حارث صدائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ عزوجل نے صدقات کو نبی یا کسی اور کے حکم پر نہیں رکھا بلکہ اس نے خود اس کا حکم بیان فرمایا اور اس کے آٹھ حصے کیے۔

مذکورہ بالا آیت میں جن مستحقین زکوۃ کا ذکر کیا گیا ان سب کا فقیر ہونا شرط ہے، سوا عامل کے کہ اس کیلئے فقیر ہونا شرط نہیں اور ابن سبیل (مسافر) اگرچہ غنی ہو، اس وقت حکم فقیر میں ہے باقی کسی کو جو فقیر نہ ہو، زکوٰۃ نہیں دے سکتے۔(درمختار وغیرہ)

درج ذیل سطور میں ان تمام مستحقین زکوۃ کے تمام افراد کا مختصر تعارف اور مسائل رقم کیے جاتے ہیں:

(۱) فقیر:

فقیر وہ شخص ہے جس کے پاس کچھ ہو مگر نہ اتنا کہ نصاب کو پہنچ جائے یا نصاب کی قدر ہو تو اس کی حاجت اصلیہ میں مستغرق ہو مثلاً رہنے کا مکان، پہننے کے کپڑے، خدمت کیلئے لونڈی، غلام، علمی شغل رکھنے والے کو دینی کتابیں جو اس کی ضرورت سے زیادہ نہ ہوں جس کا بیان گزرا یونہی اگر مدیون ہے اور دین نکالنے کے بعد نصاب باقی

نہ رہے تو فقیر ہے، اگرچہ اس کے پاس ایک تو کیا کئی ہوں۔("رَدّ المحتار")۔

(۲) مسکین:

مسکین وہ ہے جس کے پاس کچھ نہ ہو، یہاں تک کہ کھانے اور بدن چھپانے کیلئے اس کا محتاج ہے کہ لوگوں سے سوال کرے اور اسے سوال حلال ہے، فقیر کو سوال ناجائز ہے کہ جس کے پاس کھانے اور بدن چھپانے کو ہو، اسے بغیر ضرورت و مجبوری سوال حرام ہے۔(عالمگیری)

(۳) عامل زکوۃ:

عامل وہ ہے جسے بادشاہ نے زکوۃ وعشر وصول کرنے کیلئے مقرر کیا، اسے کام کے لحاظ سے اتنا دیا جائے کہ اس کو اور اس کے مددگاروں کو متوسط طور پر کافی ہو مگر اتنا نہ دیا جائے کہ جو وصول کرلایا ہے، اس کے نصف سے زیادہ ہو جائے۔(درمختار وغیرہ)

(۴) رقاب:

رقاب سے مراد مکاتب غلام کو دینا کہ اس مال زکوۃ سے بدل کتابت (آزادی کی قیمت) ادا کرے اور غلامی سے اپنی گردن رہا کرے۔

(۵) غارم:

غارم سے مراد مدیون (مقروض) ہے یعنی اس پر اتنا دین ہو کہ اسے نکالنے کے بعد نصاب باقی نہ رہے، اگرچہ اس کا اوروں پر باقی ہو مگر لینے پر قادر نہ ہو مگر شرط یہ ہے کہ مدیون ہاشمی نہ ہو۔(درمختار وغیرہ)

(۶) فی سبیل اللہ:

یعنی راہ خدا میں خرچ کرنا، اس کی چند صورتیں ہیں مثلاً کوئی شخص محتاج ہے کہ جہاد میں جانا چاہتا ہے، سواری اور زادِ راہ اس کے پاس نہیں تو اسے مال زکوۃ دے

سکتے ہیں کہ یہ راہ خدا میں دینا ہے، اگرچہ وہ کمانے پر قادر ہو یا کوئی حج کو جانا چاہتا ہے اور اس کے پاس مال نہیں، اس کو زکوۃ دے سکتے ہیں مگر اسے حج کیلئے سوال کرنا جائز نہیں، یا طالب علم کو علم دین پڑھتا یا پڑھنا ہے، اسے دے سکتے ہیں کہ یہ بھی راہ خدا میں دینا ہے بلکہ طالب علم سوال کر کے بھی مال زکوۃ لے سکتا ہے جب کہ اس نے اپنے آپ کو اسی کام کیلئے فارغ کر رکھا ہو۔ اگرچہ کسب پر قادر ہو یونہی ہر نیک بات میں زکوۃ صرف کرنا فی سبیل اللہ ہے جب کہ بطور تملیک ہو یعنی مالک بنا دیا ہو کہ بغیر تملیک زکوۃ ادا نہیں ہو سکتی (درمختار وغیرہ)

(۷) ابن السبیل:

یعنی مسافر جس کے پاس مال نہ رہا، زکوۃ لے سکتا ہے، اگرچہ اس کے گھر مال موجود ہو مگر اسی قدر لے جس سے حاجت پوری ہو جائے، زیادہ کی اجازت نہیں، یونہی اگر مالک نصاب کا مال کسی معیار تک کیلئے دوسرے پر دین ہے اور ہنوز معیاد پوری نہ ہوئی اور اب اسے ضرورت ہے یا جس پر اس کا آتا ہے، وہ یہاں موجود نہیں یا موجود ہے مگر نادار ہے یا دین سے منکر ہے، اگرچہ یہ ثبوت رکھتا ہے تو ان سب صورتوں میں بقدر ضرورت زکوۃ لے سکتا ہے مگر بہتر یہ ہے کہ قرض ملے تو قرض لے کر کام چلائے۔(عالمگیری، درمختار)

(۸) مؤلفۃ القلوب:

یعنی دلوں کا جوڑنا، اس سے مراد وہ غیر مسلم لوگ تھے جنھیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسلام سے قریب کرنے اور اس کی مخالفت سے باز رکھنے کے لئے مال زکوۃ میں سے کچھ دیا تھا اور یہ حکم ابتداء اسلام میں تھا کہ جب اسلام کی طاقت پورے طور پر ظاہر نہ ہوئی تھی، لیکن جب اسلام کو تقویت ملی اور اس کی شان وشوکت ظاہر ہوئی

تو اجماع صحابہ سے اسے چھوڑ دیا گیا جیسا کہ علامہ نسفی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں ارشاد فرماتے ہیں:

اور مؤلفۃ قلوب کا حصہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں اجماع صحابہ سے ساقط ہو گیا؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو عزت بخشی اور کفار کی مدد سے مستغنی کر دیا، قانون شریعت ہے کہ جب کوئی حکم کسی خاص معنی معقول کی وجہ سے ثابت ہو تو اس معنی کے معدوم ہونے کے ساتھ وہ حکم بھی ختم ہو جاتا ہے (مدارک، زیر سورۃ توبہ ۶۱)

لہٰذا فی زمانہ مؤلفۃ القلوب کے نام پر کفار کو زکوٰۃ نہیں دی جا سکتی۔

مستحقین زکوٰۃ کے حوالے سے چند اہم مسائل:

(۱) فقیر پر دین (قرض) ہے، اس کے کہنے سے مال زکوٰۃ سے وہ دین ادا کیا گیا، زکوٰۃ ادا ہو گئی اور اگر اس کے حکم سے نہ ہو تو زکوٰۃ ادا نہ ہوئی (عالمگیری)

(۲) اپنی اصل یعنی ماں، باپ، دادا، دادی، نانا، نانی وغیرہم جن کی اولاد میں یہ ہے اور اپنی اولاد بیٹا، بیٹی، پوتی، پوتا، نواسا، نواسی وغیرہم کو زکوٰۃ نہیں دے سکتا۔ یونہی صدقۂ فطر و نذر و کفارہ بھی انہیں نہیں دے سکتا۔ رہا صدقۂ نفل وہ دے سکتا ہے بلکہ بہتر ہے۔ (عالمگیری، ردالمحتار وغیرہم)

(۳) بہو اور داماد اور سوتیلی ماں یا سوتیلے باپ یا زوجہ کی اولاد یا شوہر کی اولاد کو دے سکتا ہے اور رشتہ داروں میں جس کا نفقہ اس کے ذمہ واجب ہے، اسے زکوٰۃ دے سکتا ہے، جب کہ نفقہ میں محسوب نہ کرے (ردالمحتار)

(۴) عورت شوہر کو اور شوہر عورت کو زکوٰۃ نہیں دے سکتا اگرچہ طلاق بائن تین طلاقیں دے چکا ہو۔ جب تک عدت میں ہے اور عدت پوری ہو گئی تو اب دے سکتا ہے۔ (دُرِّ مختار، ردالمحتار)

(۵) اگر کسی شخص کے پاس ایسا مال نہیں کہ جس پر زکوٰۃ فرض ہوتی ہو مثلاً لاکھوں روپے کے ہیرے ہوں یا اس کے پاس صرف سات تولہ سونا ہو اس کے علاوہ حاجت اصلیہ سے زائد کوئی روپے وغیرہ نہیں یا اس کے پاس ایک سے زائد گاڑیاں ہیں حالانکہ ایک ہی گاڑی اس کی حاجت کے لئے کافی ہے مگر اس کے علاوہ کوئی مال نہ ہو جس پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہو جیسا کہ راقم الحروف نے بعنوان "کس مال پر زکوٰۃ واجب ہے" کے تحت بیان کیا تو ایسا شخص اگرچہ صاحب نصاب ہے کہ لاکھوں کے ہیرے، سات تولہ سونا اور ضرورت سے زائد گاڑی کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی سے زیادہ بنتی ہے مگر نہ تو اس پر زکوٰۃ واجب ہے اور نہ ہی یہ کسی سے زکوٰۃ لے سکتا ہے۔

(۶) صحیح تندرست کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں اگرچہ کمانے پر قدرت رکھتا ہو مگر اسے سوال کرنا جائز نہیں۔ (عالمگیری وغیرہ)

(۷) غنی مرد کے نابالغ بچے کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے اور غنی کی بالغ اولاد کو دے سکتے ہیں جب کہ وہ بچے شرعی فقیر ہوں۔ (عالمگیری، درمختار)

(۸) غنی کی بیوی کو دے سکتے ہیں جبکہ مالک نصاب نہ ہو، یونہی غنی کے باپ کو دے سکتے ہیں جبکہ فقیر ہے۔ (عالمگیری)

(۹) شرعی فقیر کے نابالغ بچے کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں جب کہ اس بچے کی ملکیت میں اتنا مال نہ ہو جو نصاب کی مقدار کو پہنچے۔

(۱۰) جس بچے کی ماں مالک نصاب ہے اگرچہ اس کا باپ زندہ نہ ہو، اسے زکوٰۃ دے سکتے ہیں۔ (درمختار)

(۱۱) جس کے پاس مکان یا دکان ہے جسے کرایہ پر اٹھاتا ہے اور اس کی قیمت

مثلاً لاکھوں روپے ہو مگر کرایہ اتنا نہیں جو اس کی اور بال بچوں کی پرورش کو کافی ہو سکے تو اس کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں، یونہی اس کی ملک میں کھیت ہیں جن کی کاشت کرتا ہے مگر پیداوار اتنی نہیں جو سال بھر کی خوردونوش کے لئے کافی ہو، اس کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں اگرچہ کھیت کی قیمت لاکھوں روپے ہوں۔ (''عالمگیری''،''رد المحتار'')

(۱۲) بنی ہاشم کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے نہ غیر انہیں دے سکتے، نہ ایک ہاشمی دوسرے ہاشمی کو، بنی ہاشم سے مراد حضرت علی و جعفر و عقیل اور حضرت عباس و حارث بن عبد المطلب کی اولادیں ہیں، ان کے علاوہ جنہوں نے نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اعانت نہ کی، مثلاً ابولہب کہ اگرچہ یہ کافر بھی حضرت عبد المطلب کا بیٹا تھا مگر اس کی اولادیں بنی ہاشم میں شمار نہ ہوں گی۔ (''عالمگیری''وغیرہ)

(۱۳) ماں ہاشمی بلکہ سیدانی ہو اور باپ ہاشمی نہ ہو تو وہ ہاشمی نہیں کہ نسب باپ سے ہے؛ لہٰذا ایسے شخص کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں اگر وہ شرعی فقیر ہو۔

(۱۴) بدمذہب کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں (''درمختار'')

بدمذہب سے مراد وہ لوگ ہیں جنھوں نے مسلمانوں میں انتشار اور تفرقہ بازی پھیلانے کے لئے سلف صالحین سے ہٹ کر نئی راہ اپنائی ہو اور وہ لوگ بھی بدمذہب ہیں جنھوں نے کوئی ایسا عقیدہ اختیار کرلیا ہو جو ضروریات دین (بنیادی اسلامی عقائد) کے انکار پر مبنی ہو۔

(۱۵) جس کے پاس آج کے کھانے کو ہے تندرست ہے کہ کما سکتا ہے۔ اسے کھانے کیلئے سوال حلال نہیں اور بے مانگے کوئی خود دیدے تو لینا جائز اور کھانے کو اس کے پاس ہے مگر کپڑا نہیں تو کپڑے کیلئے سوال کرسکتا ہے، یونہی اگر جہاد یا طلب علم دین میں مشغول ہے تو اگرچہ صحیح تندرست، کمانے پر قادر ہو اسے سوال کی اجازت ہے

جسے سوال جائز نہیں، اس کے سوال پر دینا بھی ناجائز، دینے والا بھی گنہگار ہوگا۔ (درّمختار)

مختلف اشیاء کی زکوۃ:

درج ذیل سطور میں ان اشیاء کی زکوۃ کے مسائل بیان کئے جائیں گے جن پر زکوۃ ادا کی جاتی ہے۔

سونے چاندی کی زکوۃ:

سنن ابی داؤد و ترمذی میں امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے راوی کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم فرماتے ہیں: گھوڑے اور لونڈی، غلام کی زکوٰۃ میں نے معاف فرمائی تو اب چاندی کی زکوٰۃ ہر چالیس درہم سے ایک درہم ادا کرو مگر ایک سو نوے میں کچھ نہیں، جب دو سو درہم ہوں تو پانچ درہم دو، ابوداؤد رحمتہ اللہ علیہ کی دوسری روایت انہیں سے یوں ہے کہ چالیس درہم سے ایک درہم مگر جب تک دو سو درہم پورے نہ ہوں، کچھ نہیں، جب دو سو پورے ہوں تو پانچ درہم اور اس سے زیادہ ہوں تو اسی حساب سے دیں۔

ترمذی شریف میں بروایت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ مروی کہ دو عورتیں حاضر خدمت اقدس ہوئیں، ان کے ہاتھوں میں سونے کے کنگن تھے، ارشاد فرمایا: تم اس کی زکوٰۃ ادا کرتی ہوں؟ عرض کی: نہیں، فرمایا کہ کیا تم اسے پسند کرتی ہوں کہ اللہ عزوجل تمہیں آگ کے کنگن پہنائے۔ عرض کی نہیں۔ فرمایا: تو اس کی زکوٰۃ ادا کرو۔

(۱) سونا چاندی جب کہ بقدر نصاب ہوں تو ان کی زکوٰۃ چالیسواں حصہ ہے، خواہ وہ ویسے ہی ہوں ان کے سکے جیسے روپے، اشرفیاں یا ان کی چیز خواہ اس کا استعمال جائز ہو جیسے عورت کے لئے زیور، مرد کیلئے چاندی کی ایک نگ کی ایک انگوٹھی ساڑھے

چار ماشے سے کم کی یا سونے چاندی کے بلا زنجیر کے بٹن، یا استعمال ناجائز ہو جیسے چاندی سونے کے برتن، گھڑی، سرمہ دانی، سلائی کہ ان کا استعمال مرد وعورت سب کیلئے حرام ہے یا مرد کیلئے سونے چاندی کا چھلا یا زیور یا سونے کی انگوٹھی یا ساڑھے چار ماشے سے زیادہ چاندی کی انگوٹھی یا انگوٹھیاں یا کئی نگ کی ایک انگوٹھی، غرض جو کچھ ہو زکوۃ سب کی واجب ہے، مثلاً (ساڑھے سات) تولہ سونا ہے تو سوا دو ماشہ زکوۃ واجب ہے یا 52 تولے 6 ماشے چاندی ہو تو ایک تولہ 3 ماشے 6 رتی۔

(۲) سونے چاندی کے علاوہ دیگر دھاتوں کے بنے زیورات، ہیرے اور جواہرات پر زکوۃ واجب نہیں خواہ وہ کتنے ہی مہنگے کیوں نہ ہو۔ ہاں اگر دیگر اقسام کے زیورات یا جواہرات تجارت کے لئے رکھے ہوں اور ان کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کو پہنچتی ہو تو دیگر شرائط کی موجودگی میں ان پر زکوۃ واجب ہوگی۔

(۳) اگر سونے چاندی میں کچھ کھوٹ ہو اور غالب سونا چاندی ہے تو سونا چاندی قرار دیں اور کل پر زکوۃ واجب ہے یونہی اگر کھوٹ سونے چاندی کے برابر ہو تو زکوۃ واجب اور اگر کھوٹ غالب ہو تو سونا چاندی نہیں۔ پھر اس کی چند صورتیں ہیں، اگر اس میں سونا چاندی اتنی مقدار میں ہو کہ جدا کریں تو نصاب کو پہنچ جائے یا وہ نصاب کو نہیں پہنچتا مگر اس کے پاس اور مال ہے کہ اس سے مل کر نصاب ہو جائے گا تو زکوۃ واجب ہے۔

(۴) سونے چاندی کو باہم خلط کر دیا تو اگر سونا غالب ہو، سونا سمجھا جائے اور دونوں برابر ہوں اور سونا بقدر نصاب ہے، تنہا یا چاندی کے ساتھ مل کر جب بھی سونا ہی سمجھا جائے گا اور چاندی غالب ہو تو چاندی ہے، نصاب کو تو چاندی کی زکوۃ دی جائے مگر جب کہ اس میں جتنا سونا ہے وہ چاندی کی قیمت سے زیادہ ہے تو اب بھی کل سونا ہی قرار دیں (درمختار، ردالمحتار)۔

نقدی کی زکوۃ:

(۱) نقدی سے مراد کسی بھی ملک کی وہ کرنسی ہے کہ جس کا چلن جاری ہو، اسی طرح پرائز بونڈ، ٹریولر چیک بھی نقدی ہی کے حکم میں ہے۔

(۲) قوانین فقہیہ کی رو سے کرنسی اور اس کے مثل دیگر اشیاء کا حکم زکوۃ کے اعتبار سے مثل سونے چاندی کا ہے۔

(۳) لہذا جب کرنسی رائج ہو اور وہ ساڑھے سات تولہ (87.48 grams) سونا یا ساڑھے باون تولہ (612.36 grams) چاندی کی قیمت کو پہنچے تو ان پر زکوۃ واجب ہوگی۔ اگر کسی کے پاس حاجت اصلیہ سے زائد اتنی کرنسی تو نہیں جو نصاب کو پہنچے مگر کچھ اور سامان مثلاً کچھ چاندی یا کچھ سونا ہے جس سے مل کر ان کی مجموعی قیمت فی زمانہ چاندی کے نصاب کو پہنچ جاتی ہے تو اس پر زکوۃ ہوگی۔

دین کی زکوۃ (Zakah of Debts):

دین سے مراد وہ قرض ہے جو صاحب نصاب نے کسی کا دیا تھا اور آئندہ وصول ہوگا، اس کی تین اقسام ہیں: (۱) دین قوی (۲) متوسط (۳) دین ضعیف۔ اگر دین قوی (Trade Debt) ہو جیسے قرض جسے عرف میں دست گردان کہتے ہیں اور مال تجارت کا ثمن (قیمت) مثلاً کوئی مال اس نے بہ نیت تجارت خریدا۔ اسے کسی کے ہاتھ اُدھار پر بیچ ڈالا یا مال تجارت کا کرایہ مثلاً کوئی مکان یا زمین بہ نیت تجارت خریدی، اسے کسی کو سکونت یا زراعت کیلئے کرایہ پر دیدیا، یہ کرایہ اگر اس پر دین ہے تو دین قوی ہوگا اور دین قوی کی زکوۃ بحالت دین ہی سال بہ سال واجب ہوتی رہے گی مگر واجب الادا اس وقت ہے جب پانچواں حصہ نصاب کا وصول ہو جائے گا مگر جتنا وصول ہوا،

اتنے ہی کی واجب الادا ہیں یعنی چالیس درہم وصول ہونے سے ایک درہم کا دینا واجب ہوگا اور اسی (۸۰) وصول ہوئے تو دو وعلیٰ ہذا القیاس۔

دوسرے دین متوسط (Non-Trade Debt) کہ کسی مال غیر تجارتی کا بدل ہو مثلاً گھر کا غلہ یا سواری کا گھوڑا یا خدمت کا غلام یا اور کوئی شے حاجت اصلیہ کی بیچ ڈالی اور دام خریدار پر باقی ہیں، اس صورت میں زکوۃ دینا اس وقت لازم آئے گا کہ ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر رقم پر قبضہ ہو جائے، یونہی اگر مورث کا دین یعنی مرنے والے رشتہ دار کا قرضہ جو لوگوں پر تھا، اسے ترکہ میں ملا اگر چہ وہ قرضہ مال تجارت کا عوض ہو مگر اس پر زکوۃ اس واجب ہوگی جب کہ وہ قرض وارث کو نصاب کی مقدار کے برابر وصول ہو جائے اور مورث (مرنے والے) کی وفات کو سال گذر جائے۔

تیسرے دین ضعیف (Other Debts) جو غیر مال کا بدل ہو، جیسے مہر، بدل خلع، دیت، بدل خلع، کتابت یا مکان یا دکان کہ بہ نیت تجارت خریدی نہ تھی، اس کا کرایہ کرائے دار پر چڑھا، اس میں زکوۃ دینا اس وقت واجب ہے کہ نصاب پر قبضہ کرنے کے بعد سال گزر جائے یا اس کے پاس کوئی نصاب اس جنس کی ہے اور اس کا سال تمام ہو جائے تو زکوۃ واجب ہے، بہر حال اگر کوئی ان دیون کی وصولیابی سے پہلے بھی زکوۃ ادا کرنا چاہے تو کر سکتا ہے۔

مال تجارت کی زکوۃ:

تجارت کی غرض سے رکھے جانے والا سامان خواہ کسی بھی جنس سے ہو اگر اس کی قیمت ساڑھے سات تولہ سونا یا ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کو پہنچ جائے تو اس

پر زکوۃ واجب ہوگی۔

مال تجارت کی وضاحت:

(۱) نیت تجارت کی کبھی صراحۃً ہوتی ہے کبھی دلالۃً، صراحۃً یہ کہ عقد کے وقت ہی نیت تجارت کر لی، خواہ وہ عقد خریداری ہو یا اجارہ، ثمن روپیہ اشرفی ہو یا اسباب میں سے کوئی شے، دلالۃً کی صورت یہ ہے کہ مال تجارت کے بدلے کوئی چیز خریدی یا مکان جو تجارت کے لئے ہے، اس کو کسی اسباب کے بدلے کرایہ پر دیا تو یہ اسباب اور وہ خریدی ہوئی چیز تجارت کے لئے ہے اگر چہ صراحتاً تجارت کی نیت نہ کی، یونہی اگر کسی سے کوئی چیز تجارت کے لئے قرض لی تو یہ بھی تجارت کیلئے ہے۔ (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

(۲) جس عقد میں تبادلہ ہی نہ ہو: جیسے ہبہ، وصیت، صدقہ یا تبادلہ ہو مگر مال سے تبادلہ نہ ہو جیسے مہر، بدل خلع، بدل عتق۔ ان دونوں قسم کے عقد کے ذریعے سے اگر کسی چیز کا مالک ہوا تو اس میں نیت تجارت صحیح نہیں یعنی اگر چہ تجارت کی نیت کرے، زکوۃ واجب نہیں یونہی اگر ایسی چیز میراث میں ملی تو اس میں بھی نیت تجارت صحیح نہیں (عالمگیری)۔

(۳) نیت تجارت کے لئے یہ شرط ہے کہ وقت عقد نیت ہو اگر چہ دلالۃً تو اگر عقد کے بعد نیت کی، زکوۃ واجب نہ ہوئی، یونہی اگر رکھنے کے لئے کوئی چیز لی اور یہ نیت کی کہ نفع ملے گا تو بیچ ڈالوں گا، زکوۃ واجب نہیں۔

المختصر یہ کہ اگر سامان اس لئے خریدا کہ اسے فوراً یا آئندہ بیچ کر نفع کمایا جائے گا تو ایسا سامان مال تجارت کہلاتا ہے؛ لہٰذا اگر سامان بیچنے کی نیت سے نہیں خریدا یا کسی نے تحفۃً دیا یا وراثت میں ملا تو اب اس پر تجارت کی نیت کرنے سے مال تجارت نہیں بنے

گا، اسی طرح سامان تجارت کی نیت سے خرید اگر بعد میں رکھنے کی نیت کرلی تو نیت بدل جانے کی وجہ سے مال تجارت نہیں رہے گا، اب اگر یہ دوبارہ اسی مال پر تجارت کی نیت بھی کرلے تو وہ مال تجارت نہیں بنے گا۔ (الاشباہ والنظائر)

خلاصہ کلام یہ کہ کسی بھی مال کے مال تجارت ہونے اور برقرار رہنے کے لئے تین شرائط ضروری ہے:

(۱) وہ مال خرید کر حاصل کیا گیا ہو۔

(۲) خریدتے وقت تجارت کی نیت ہو۔

(۳) تجارت کی نیت مال کے بکنے تک برقرار رہے۔

وہ اشیاء جو تجارت میں آلات کے طور پر استعمال کی جاتی ہوں مثلاً کپڑے کے دکان دار کے لئے دکان، دکان کی فٹنگ، کرسیاں، گز، قینچی وغیرہ پر زکوۃ نہیں، اسی طرح کارخانہ دار کے لئے کارخانہ کی زمین، بلڈنگ، مشینری، سامان منتقل کرنے کے لئے گاڑیوں پر زکوۃ نہیں کہ یہ اشیاء مال تجارت نہیں بلکہ آلات تجارت ہیں اور آلات وذرائع پر تجارت زکوۃ نہیں، اسی طرح کرایہ پر دیا گیا گھر یا گاڑی پر بھی زکوۃ نہیں، البتہ ان سے جو آمدنی ہو تو سال بھر میں بچ جانے والی آمدنی پر زکوۃ ہوگی جو خرچ ہوگئی وہ زکوۃ سے مستثنیٰ ہے۔

کارخانہ دار کے خام مال اور پیداوار پر زکوۃ ہے، کسی کے پاس مال تجارت اتنا نہ ہو کہ وہ نصاب کی قیمت کو پہنچے مگر دیگر اموال مثل سونے، چاندی یا حاجت اصلیہ زائد کرنسی یا اس کے مثل اشیاء سے مل کر نصاب کی قیمت کو پہنچ جاتا ہو تو کل پر زکوۃ ہے، تھوک کے بھاؤ (Wholesale Rate) سامان بیچنے والے کو اختیار ہے کہ وہ اپنے مال کی قیمت کا حساب تھوک کے بھاؤ سے کرے

شیرز پر زکوۃ (Zakah on Shares)

شیرز اگر اس لئے خریدے گئے ہیں کہ انہیں بیچ کر نفع کمایا جائے تو اس صورت میں شیرز کی کل قیمت پر زکوۃ ہوگی اور اگر شیرز رکھنے کے لئے خریدے گئے ہیں تا کہ اس کمپنی کو حاصل ہونے والے نفع (Dividend) میں حصہ دار بنا جائے تو اس صورت میں شیرز کی کل مالیت پر زکوۃ نہیں ہوگی؛ کیونکہ اب اس کی حیثیت کاروباری شریک کی سی ہے؛ لہذا اسے اپنے شیرز میں سے زکوۃ صرف اسی حصے کی ادا کرنی ہے جو کمپنی کے کل سیال اثاثوں کے مقابلے میں آتے ہیں۔

زکوۃ کی نیت:

حدیث شریف میں ہے کہ اعمال کا دارومدار نیت پر ہے۔

(۱) لہذا زکوۃ دیتے وقت یا زکوۃ کیلئے مال علیحدہ کرتے وقت نیت زکوۃ شرط ہے نیت کے یہ معنی ہیں کہ اگر پوچھا جائے تو بلا تامل بتا سکے کہ زکوۃ ہے۔ (عالمگیری)

(۲) سال بھر تک خیرات کرتا رہا، اب نیت کی کہ جو کچھ دیا، زکوۃ ہے تو ادا نہ ہوئی۔ (عالمگیری)

(۳) ایک شخص کو وکیل بنایا، اسے دیتے وقت تو نیت زکوۃ نہ کی مگر جب وکیل نے فقیر کو دیا، اس وقت موکل نے نیت کرلی، ادا ہوگئی۔ (عالمگیری)

(۴) دیتے وقت زکوۃ کی نیت نہیں کی تھی بعد کو کی تو اگر وہ مال فقیر کے پاس موجود ہے یعنی اس کی ملک میں ہے تو یہ نیت کافی ہے ورنہ زکوۃ ادا نہ ہوگی۔ (درمختار)

(۵) زکوۃ دینے کیلئے وکیل بنایا اور وکیل کو بہ نیت زکوۃ مال دیا مگر وکیل نے فقیر کو دیتے وقت نیت نہیں کی، ادا ہوگئی، یونہی زکوۃ کا مال ذمی کو دیا کہ وہ فقیر کو دے دے اور ذمی کو دیتے وقت نیت کرلی تھی تو یہ نیت کافی ہے۔ (درمختار)

(۶) وکیل کو دیتے وقت کہا: نفل صدقہ یا کفارہ ہے مگر قبل اس کے کہ وکیل فقیروں کو دے، اس نے زکوٰۃ کی نیت کر لی تو زکوٰۃ ہی ہے، اگر چہ وکیل نے نفل یا کفارہ کی نیت سے فقیر کو دیا ہو۔ (درِّ مختار)

(۷) زکوٰۃ دینے میں اس کی ضرورت نہیں کہ فقیر کو زکوۃ کہہ کر دے بلکہ صرف نیت زکوٰۃ کافی ہے یہاں تک کہ اگر ہبہ یا قرض کہہ کر دے اور نیت زکوۃ کی ہو، ادا ہوگئی (عالمگیری) یونہی نذر یا ہدیہ یا پان کھانے یا بچوں کی مٹھائی کھانے یا عیدی کے نام سے دی، ادا ہوگئی بعض محتاج ضرورت مند زکوٰۃ کا روپیہ نہیں لینا چاہتے، انہیں زکوٰۃ کا کہہ کر دیا جائے گا تو نہیں لیں گے؛ لہٰذا زکوۃ کا لفظ نہ کہے۔

تملیک کرنا:

(۱) زکوۃ کی ادائیگی کے لئے ضروری ہے کہ زکوۃ کی نیت کے ساتھ ساتھ مال زکوۃ ان لوگوں کی ملکیت میں دے دیا جائے کہ جن کا ذکر گذشتہ صفحات میں مستحقین زکوۃ کے عنوان کے تحت کیا گیا۔

(۲) اگر ان کی ملک کرنے کے بجائے صرف مباح کر دیا گیا تو زکوۃ ادا نہ ہوئی مثلاً مستحقین زکوۃ کو بلا کر کھانا کھانے کی اجازت دیدی یا ان کی ملک کئے بغیر کھلا دیا گیا تو زکوۃ ادا نہ ہوگی، ہاں البتہ ان کے حوالے کر دیا گیا کہ چاہیں یہیں کھا لیں یا لے جائیں یا کسی اور کو کھلا دیں یا بیچ دیں یعنی انہیں کلی اختیار دے دیا گیا تو کھانا ان کی ملک ہوگیا اور جتنے کا کھانا تھا اتنی رقم کی زکوۃ ادا ہوگئی۔

(۳) زکوۃ کی ادائیگی کسی شرط سے مشروط نہ ہو۔

(۴) مسجد، مدرسہ، سرائے، پل کی تعمیر، روڈ کی تعمیر، جنازے کے کفن دفن یا اسی قسم کے دیگر کام کہ جن میں تملیک نہیں پائی جاتی، زکوۃ کی رقم نہیں استعمال کی جاسکتی۔

زکوۃ کی وکالت

بعض لوگ زکوۃ کے اہل یا نا اہل کا فرق نہیں کر پاتے یا سہولت کے لئے کسی کو زکوۃ کی ادائیگی کا وکیل مقرر کر دیتے ہیں یا زکوۃ کی رقم کسی جماعت یا تنظیم کے حوالے کر دیتے ہیں، ایسا کرنا شرعاً جائز ہے، لیکن اس کام میں نہایت احتیاط کی ضرورت ہے دیکھا گیا ہے کہ بعض لوگ یا تنظیمیں مذہبی تعلیمات سے بہت دور ہوتی ہیں زکوۃ تو زکوۃ نماز کے مسائل سے بھی بے خبر ہوتی ہیں، اسی طرح بعض لوگ انسانی ہمدردی کے تحت زکوۃ کی رقم ہسپتالوں کے حوالے کر دیتے ہیں اور ہسپتال کا عملہ بلا کسی احتیاط کے اس رقم کو ہسپتال کی تعمیر میں بھی خرچ کر دیتے ہیں، اگر کسی مریض پر بھی خرچ کرتے ہیں تو اس کے شرعی تقاضے پورے نہیں کر پاتے۔

؛لہذا وہ زکوۃ صحیح طور پر ادا نہیں کر پاتے جس کی وجہ سے زکوۃ کی رقم ضائع ہو جاتی ہے اور مؤکل کے ذمہ زکوۃ کا فرض برقرار رہتا ہے اور اپنے تساہل کی وجہ سے گناہ کا شکار رہتا ہے؛ لہذا ضروری ہے کہ اس معاملے میں خوب احتیاط سے کام لیا جائے اور زکوۃ کی رقم ایماندار اور مسائل زکوۃ سے آگاہ لوگوں کے حوالے کی جائے۔

زکوۃ کی مقدار:

اگر مال بقدر نصاب ہو یا اس سے زائد تو کل مال کا چالیسواں (40th) حصہ یعنی ڈھائی فیصد (2 -1/2%) بطور زکوۃ ادا کیا جائے گا۔

زکوۃ کے حساب کی مثال:

مثال کے طور پر زید ایک تاجر ہے اور تیل کی مل بھی چلاتا ہے، اس کی ملکیت میں درج ذیل اشیاء ہیں:

(۱) گھر۔

(۲) گھر داری کا سامان مثل فرنیچر، فریج، ٹی وی وغیرھا۔

(۳) استعمال کی ایک سے زائد گاڑیاں۔

(۴) سونا اور چاندی۔

(۵) استعمال کے ہیرے جواہرات۔

(۶) نقدی رقم۔

(۷) شیرز۔

(۸) کارخانہ اور اسکی مشینری۔

(۹) خام مال مثلا سرسوں اور بنولہ۔

(۱۰) سامان تجارت۔

(۱۱) لوگوں سے وصول کیے جائے والا قرضہ۔

(۱۲) واجب الادا قرضہ۔

(۱۳) تجارتی قرضہ جو اس نے لوگوں سے لیا۔

(۱۴) بینک کا قرض۔

(۱۵) ذاتی قرض۔

اب مذکورہ بالا اشیاء میں سے دیکھا جائے کہ مال زکوۃ کون کون سا ہے، گذشتہ سطور میں بیان کیا جا چکا ہے کہ زکوۃ صرف پانچ قسم کے اموال پر ہے:

(۱) سونا چاندی (۲) کرنسی (۳) پرائز بونڈ (۴) مال تجارت (۵) سائمہ جانور

اس اعتبار سے زید کے گھر اور گھر داری کے سامان، کارخانہ اور اسکی مشینری وغیرہ پر زکوۃ نہیں؛ کیونکہ یہ سامان زید کی حاجت اصلیہ میں داخل ہے اور ہیرے جواہرات اور

ضرورت سے زائد گاڑیاں اگرچہ ضرورت سے زائد ہیں مگر مال نامی یعنی مال تجارت نہ ہونے کی وجہ سے زکوۃ سے مستثنیٰ ہیں، چنانچہ زید کے صرف درج اموال پر زکوۃ کا حساب جاری ہوگا:

اشیاء زکوۃ	مالیت
سونا، چاندی	400000
نقدی رقم	1600000
شیرز	500000
خام مال	600000
سامان تجارت	1000000
لوگوں سے وصول کیے جائے والا قرضہ	400000
کل مالیت	4500000

اس طرح زید کی قابل اشیاء کی قیمت پینتالیس لاکھ (4500000) ہوئی، اب دیکھا جائے کہ زید پر قابل ادا قرض کتنا ہے؟ بالفرض تجارتی قرض، ذاتی قرض اور بینک کا قرض بیس لاکھ (2000000) ہو تو یہ قرض اس رقم سے منہا کر دیں گے۔ اب زید پر صرف پچیس لاکھ (2500000) کی رقم پر زکوۃ واجب ہوگیا و راس رقم کا چالیسواں حصہ یعنی ڈھائی فیصد ساڑھے باسٹھ ہزار (62500) ہوگا یعنی زید کو کل ساڑھے باسٹھ ہزار (62500) بطور زکوۃ ادا کرنا ہونگے۔

زکوۃ کیلکولیٹر

اشیاء کی تفصیل	مالیت	
	مثال کے طور پر	آپکا اپنا حساب
سونا اور چاندی	400000	
نقدی رقم	1600000	
شیرز	500000	
خام مال مثلاً سرسوں اور بنولہ	600000	
سامان تجارت	1000000	
لوگوں سے وصول کئے جانے والا قرضہ	400000	
کل مالیت	4500000/-	
واجب الاداء قرضہ	**مالیت**	
تجارتی قرضہ جو اس نے لوگوں سے لیا	300000	
بینک کا قرض	1350000	
ذاتی قرض	350000	
کل واجب الاداء	2000000/-	
کل اشیاء کی قیمت سوا جب الادا قرض=بقایا کا ڈھائی فیصد=زکوۃ 4500000 - 2000000=2500000*2.5%=	62500/-	

خوش خبری

الحمدللہ طوبیٰ ویلفیئر ٹرسٹ (انٹرنیشنل) عامۃ المسلمین کو یہ موقع فراہم کیا جارہا ہے کہ اگر خدانخواستہ آپ یا آپ کا کوئی عزیز یا دوست کسی ایسی پریشانی یا بیماری کا شکار ہیں یا کسی ایسے مسئلہ میں گرفتار ہیں جو حل ہوتا نظر نہیں آتا، آپ اللہ کی ذات سے امید رکھتے ہوئے درج ذیل کوپن میں طلب کی گئی معلومات فراہم کردیں، نیز اس کے ساتھ ایک جوابی لفافہ جس پر آپ کا ایڈریس لکھا ہوا ہو، ہمیں روانہ کردیں ان شاء اللہ تعالیٰ جلد ہی اس کا جواب مع وظائف وتعویذات شاذلیہ قادریہ روانہ کردیا جائے گا۔

کوپن

نام: --

ماں کا نام: --

مرض یا مسئلہ --

کس جگہ مقیم ہے: ---

فون: ------------------- موبائل: --------------------

ہمارا پتہ: دارالافتاء جامع طوبیٰ، جامع مسجد طوبیٰ،

ملت گارڈن سوسائٹی بلیر 15

نزد محبت نگر، کراچی